جنرل مرزا اسلم بیگ*

قندوز کی جنگ کے مضمرات

طلسماتی کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی کی
کامیاب جنگی حکمت عملی کی کہانی جنرل اسلم بیگ کی زبانی

دو متحارب قوتوں یعنی امریکہ اور طالبان کے درمیان قندوز کی لڑائی فیصلہ کن مقام پر آ چکی ہے۔افغانستان میں اپنے اہداف کے حصول میں ناکام ہوکر امریکہ پسپا ہو چکا ہے اور اپنے پیچھے 12000 فوجی چھوڑ گیا ہے جو پانچ فضائی اڈوں سے کاروائیاں کر کے کابل کے حکمرانوں کی مدد کر رہے ہیں جن کی حکومت افغانستان کے شہری علاقوں تک محدود ہو چکی ہے جبکہ طالبان کو ملک کے اسی فیصد (80%) دیہی علاقوں کا کنٹرول حاصل ہے جہاں پر شرعی قوانین نافذ ہیں۔اس طرح قندوز کی جنگ متحارب قوتوں کی جنگی حکمت عملی کی کامیابی و ناکامی کا اصل امتحان ہے۔

امریکی حکمت عملی تو اپنے منطقی انجام کو پہنچ چکی ہے کیونکہ اقوام متحدہ کے اجلاس میں صدر اوبامہ نے یہ کہہ کر واضح اعتراف شکست بھی کر لیا ہے کہ: ''صرف عسکری طاقت اور سرمایہ جنگوں میں کامیابی کی ضمانت نہیں ہوا کرتے۔،، افغان حکومت کو اندرونی خلفشار اور کمزور نیشنل آرمی جیسے مسائل درپیش ہیں جو طالبان کے مقابلے میں ''خزاں رسیدہ پتوں کی طرح جھڑ رہی ہے۔'' دوسری جانب طالبان کی جنگی حکمت عملی ملا عمر کی وضع کردہ حکمت عملی ہے جس پر وہ عمل پیرا ہیں۔ مارچ 2003 کے اوائل میں کرشماتی شخصیت کے حامل طالبان رہنما جلال الدین حقانی پاکستان آئے اور ایک ملاقات میں راقم کو طالبان کی جنگی حکمت عملی سے متعارف کرایا:

☆ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ متحد ہو کے مکمل آزادی تک جنگ جاری رکھیں گے اور انشا اللہ فتح یاب ہوں گے۔جب ہم بیرونی تسلط سے آزادی حاصل کرلیں گے تو اپنے ملک کے مستقبل کا فیصلہ کریں گے

---

* سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان۔

جوتمام افغانوں کیلئے قابل قبول ہوگا۔ماضی کی غلطیاں ہم نہیں دہرائیں گے۔

☆ اب ہم سوویٹ یونین کی پسپائی کے بعد 1989-90 کی طرح امریکہ اور پاکستان کے دھوکے میں نہیں آئیں گے بلکہ اپنے ہمسایہ ممالک کے تعاون اور شمالی اتحاد کے اشتراک سے افغانستان میں قیام امن یقینی بنائیں گے۔

☆ پاکستان اس جنگ میں ہمارے دشمنوں کا اتحادی اور شراکت دار ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے لئے پاکستان بہت اہم ہے کیونکہ ہماری قومی سلامتی کے مفادات ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ہماری منزل ایک ہے۔

☆ ہمیں عنقریب ایک سخت جدوجہد کا سامنا ہوگا لیکن ہم اس سے عہدہ برآ ہونے کیلئے پرعزم ہیں کیونکہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ: اگر وہ تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

گذشتہ پندرہ سالوں کے عرصے میں طالبان نے دنیا کی عظیم طاقتوں کے خلاف انتہائی سخت جنگ کا سامنا کیاہے جس میں امریکہ یورپی یونین اور دیگر طاقتیں شامل ہیں۔اس دوران انہوں نے علاقائی کمانڈروں کے ماتحت غیر منظم گوریلا جنگ لڑی ہے جبکہ ان کی اعلی قیادت مستحکم رہی ہے پہلے ملا عمر تھے اور اب ملا منصوران کے قائد ہیں۔ان کی حکمت عملی کامیاب رہی ہے اس لئے کہ انہیں صرف اندرون ملک سے مدد حاصل تھی اور وہ بھی مفلوک الحال اور جنگ سے تباہ حال افغانی عوام کی حمایت جو ان کی اصل قوت ہیں۔

طالبان نے اپنے جنگی ٹھکانے (Support bases and sanctuaries) تبدیل کرنے میں دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی مزاحمتی قوت کا مرکز شمال کی جانب منتقل کر دیا ہے۔کیونکہ فاٹا کے علاقوں میں ان کے جنگی ٹھکانے اور امدادی کیمپ پاکستانی فوج نے تباہ کر دیے تھے۔اب بدخشاں، تخار، فریاب، زابل، بغلان، جوزجاں، بادغیس اور قندوز کے صوبوں میں ان کا نیا امدادی کیمپ قائم ہو چکا ہے اور ہر گذرتے دن کے ساتھ ان کی جنگی طاقت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے کیونکہ ازبکستان کی تحریک آزادی (Movement for Independence of Uzbekistan) (MIU) تاجکستان ترکمانستان اور سنکیانگ کے مجاہدین کے علاوہ اندرون ملک سے ازبک تاجک اور ہزارہ کے مجاہدین مسلسل ان میں شامل ہوتے جا رہے ہیں۔یہ ٹھکانے طالبان کے لئے بیرونی زمینی خطرات سے بھی محفوظ ہیں کیونکہ کسی بھی فوج میں اتنی ہمت نہیں کہ ان علاقوں تک رسائی حاصل کر سکے۔

اب یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ طالبان مستقبل قریب میں کس طرح کی حکمت عملی اختیار کریں گے۔طالبان اب آہستہ آہستہ اندرونی علاقوں پر اپنا کنٹرول وسیع کرتے جائیں گے تاکہ دفاعی افواج کیلئے نقل وحرکت کی جگہ محدود ہوتی جائے وہ قلعہ بند لڑائی سے بچنے کیلئے شہروں اورقصبوں پر قبضہ کرنے سے اجتناب برتیں گے۔قندوز پر قبضہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ دفاعی فوجوں نے اپنی دفاعی چوکیوں کو خالی کر دیا تھا جبکہ طالبان کا مقصد اپنے پانچ سو قیدیوں کو رہا کرانا تھا جیسا کہ انہوں نے چند ماہ قبل کابل میں کیا اور تین سو قیدی رہا کرائے تھے۔اب انہوں نے بڑے شہروں اورقصبوں کو جانے والے اہم سپلائی راستوں کو ہدف بنانا شروع کیا ہے اور تاجکستان کی سرحد پر واقع شیر خان کی خشک بندرگاہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ افغانستان کیلئے سول اور فوجی امداد کی سپلائی روکی جا سکے۔اسی طرح سالانگ ٹنل اور کابل کو جانے والی شاہراہ بھی ان کی زد میں ہے۔یہ دفاعی فوج کومحصور کرنے اورمحدود کرنے کی حکمت عملی ہے جس کے بعدشہروں اورقصبوں کا محاصرہ ممکن ہوگا تاکہ دفاعی فوجوں کوامن کی راہ پر لانے پر مجبور کیا جا سکے یا وہ ہتھیار ڈال دیں گے۔امکان ہے کہ سردیوں کے موسم تک یہ صورت حال جاری رہے گی اوراس کے بعد تذویراتی اہمیت کے حامل شہروں اورفضائی اڈوں پر قبضہ کرنے کی جنگ ہوگی جہاں امریکی فوجی ٹھہرے ہوئے ہیں۔

قندوز میں داخل ہونے کے بعد طالبان نے اعلان کیا کہ وہ داعش جیسا طرزعمل اختیارنہیں کریں گے۔انہوں نے لوگوں کیلئے بھی عام معافی کا اعلان کیا ہے جن کے ہاتھوں انہوں نے 2001 کے امریکی حملے کے دوران اذیتیں اٹھائی تھیں۔وہ انتقام پر یقین نہیں رکھتے بلکہ نسلی اقلیتوں کے ساتھ خصوصی امن و باہمی تعاون کے خواہاں ہیں۔ان سب کا نتیجہ یہ ہے کہ تاجک،ازبک،ترکمان،ہزارہ اوروہ پختون قبائل جنہوں نے ماضی میں افغان حکومت کا حصہ بننے کا فیصلہ کیا تھا اب طالبان میں شمولیت اختیار کرتے جارہے ہیں جس سے عوام میں ایک نئی سوچ پیدا ہورہی ہے اور یہ سوچ افغانستان میں قیام امن کے حوالے سے بہت اہمیت کی حامل ثابت ہوگی۔

طالبان نے قندوز میں اسلحہ و گولہ بارود اورفوجی سازوسامان کے بڑے ذخیرے پر قبضہ کرلیا ہے اور شیر خان کی خشک بندرگاہ سے حاصل ہونے والے پانچ سوٹرکوں سے انہیں مزید عسکری سازوسامان حاصل ہوگا جس سے وہ طالبان کی ایک اچھی خاصی تعداد کومسلح کرسکیں گے جو آئندہ سال کی لڑائی میں بہت کارآمد ثابت ہوں گے۔اس طرح جوصورت حال افغانستان میں ابھر رہی ہے وہ کافی حد تک عراق کی صورت حال سے مشابہ نظر آتی ہے جو داعش کے ابھرنے کا سبب بنی (بقیہ ۴۵ صفحہ پر)